حامدی صاحب کے تحریکی سفر کی داستان

(بہ شکل خطوط، بنام قاری منہاج الدین صاحب)

مولانا خلیل حامدی صاحب۔ ڈائریکٹر ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور

پچھلے سفروں کی مختصر روداد میں آپ کو بھیج چکا ہوں۔ مجھے اُمید ہے کہ ان رودادوں پر مشتمل میرے تمام مکاتیب آپ کو مل گئے ہوں۔ یہ خط میں آپ کو کویت سے لکھ رہا ہوں۔

کویت میں طویل قیام

کویت میں میرا قیام کچھ طویل ہوگیا ہے۔ یہاں چونکہ حلقۂ احباب بہت وسیع ہے، اس لیے بڑی مشکل کے ساتھ مختلف پروگراموں کو بھگت رہا ہوں۔ میں کویت میں ۱۳ دسمبر ۱۹۸۳ء کو پہنچ گیا تھا اور آج ۱۳ جنوری ۱۹۸۴ء ہے۔ واپسی کے لیے آج کل کرتے ہوئے تین ہفتے ہوگئے ہیں۔ سردست میرا ارادہ یہ ہے کہ میں ۱۷ جنوری کو ریاض چلا جاؤں اور چند روز ریاض میں رہ کر لاہور پہنچ جاؤں۔ یہ ارادہ کہاں تک بروئے کار آتا ہے، خدا ہی جانتا ہے۔

لا تجری الریاح بما تشتھیہ السفن۔

ہوٹل فنیقیا کے مسلمان کارکن

میں کویت میں، کویت کی اسلامی تحریک جمعیۃ الاصلاح الاجتماعی، کی دعوت پر آیا ہوں۔ کویت کے ایک بارونق حصے میں میں فنیقیا ہوٹل میں مقیم ہوں۔ یہ ایک درمیانے درجے کی فرودگاہ ہے، لیکن ایک خوبی اس میں ایسی پائی جاتی ہے جو یہاں کے ہلٹن اور ہولیڈے اِن میں بھی نہیں پائی جاتی۔ وہ یہ ہے کہ اس کے تمام خدمت گار، خواہ اُن کا تعلق ریستوران سے ہو یا روم سروس سے، ہندوستان سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی اکثریت مسلمان ہے، بلکہ مزید برآں ان کی ہمدردیاں تحریک اسلامی کیرالا (بھارت) سے ہیں، چنانچہ ان لوگوں کی کارگزاری

ہیں یہاں پاکیزگی کے ساتھ ساتھ اسلامی جذبات کی عملداری بھی ہے۔ یہ تمام ملازمین خاکسار سے بہت محبت کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ جناب میاں طفیل محمد صاحب بھی اسی ہوٹل میں ٹھہرے تھے۔ یہ لوگ ان کی بھی بار بار خیریت معلوم کرتے رہتے ہیں۔ بعض نوجوانوں کے پاس مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ کی تصویریں ہیں جنہیں وہ بڑے شوق سے مجھے لاکر دکھلاتے رہتے ہیں۔ اس ہوٹل میں دو مطعم (ریستوران) ہیں۔ ایک مطعم ہندی جس میں ہندو پاک کے پکوان پیش کیے جاتے ہیں اور دوسرا مطعم چینی (چینی ریستوران) جس کے کھانے بھی چینی، خدمت گار بھی چینی اور نظم ونسق بھی چینیوں کے ہاتھ میں ہے۔

ہفتہ افغانستان و اقوامِ اسلامیہ اُوپر عرض کر چکا ہوں کہ میں یہاں جمعیت الاصلاح الاجتماعی کی دعوت پر آیا ہوں۔ دراصل جمعیت نے یہاں ۲۴ دسمبر تا ۳۰ دسمبر ۱۹۸۳ء (کویت میں) "ہفتہ افغانستان و اقوامِ اسلامیہ" منایا ہے۔ اس تقریب میں شرکت کے لیے جمعیت نے "اتحادِ اسلامی مجاہدین افغانستان" کے امیر پروفیسر عبدالرسول سیاف کو بھی مدعو کیا تھا۔ لبنان اور مصر سے بھی بعض حضرات شریک ہوئے تھے۔ عام تقریبات تو ۲۳ دسمبر ۱۹۸۳ء کو شروع ہو گئی تھیں، البتہ تقریروں کا پروگرام ۲۵ دسمبر ۱۹۸۳ء کو شروع ہوا۔ مغرب کے بعد جمعیت کے آڈیٹوریم میں افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ جمعیت کے صدر استاذ عبداللہ العلی المطوّع نے افتتاحی خطاب پیش کیا اور ہفتہ افغانستان و اقوامِ اسلامیہ کے مقاصد اور ضرورت پر روشنی ڈالی۔ ان کے بعد کویت کے وزیر صحت ڈاکٹر عبدالرحمٰن عوضی نے مختصر تقریر کی اور افغانستان کی تحریک آزادی اور اسلامی شریعت کے نفاذ کی کوششوں کو سراہا۔ آخر میں سیاف صاحب نے تقریر کی۔

افغان فنڈ کے لیے رفاہی بازار یہ تقریبی پروگرام تین دن تک جاری رہا۔ اس کے ساتھ ہی جمعیت کی طرف سے جمعیت کے مرکز میں الشوق الخیری کے عنوان سے ایک رفاہی بازار[1] لگایا گیا۔ جمعیت کے کارکنوں نے اس میں مختلف اشیاء کے سٹال لگائے جن پر یہ

---

[1] پاکستان میں ایسا بازار صرف مینا بازار ہوتا ہے جسے آراستہ پیراستہ بیگمات اور طالبات لگاتی ہیں (ادارہ)

اشیاء لگے داموں فروخت ہوتی ہیں اور یہ ساری آمدنی افغان فنڈ میں جمع ہو رہی تھی۔ جمعیت کے کارکن یہ اشیا کویت کے دکانداروں سے عطیہ کے طور پر جمع کرتے تھے اور پھر رفاہی بازار میں نہایت سستے داموں یعنی قیمتِ خرید پر فروخت کرتے تھے، چنانچہ وہی ریڈیو یا ٹیلی وژن یا جوتے یا کپڑے جو بازار میں تاجر کئی گنا منافع پر فروخت کر رہے تھے، رفاہی بازار میں نہایت سستے بک رہے تھے۔ اس کی وجہ سے "السوق الخیری" میں خریداروں کا بڑا ہجوم تھا۔ کویت کے تاجروں نے اس مہم میں بڑی دلچسپی اور تعاون کا اظہار کیا۔ جمعیت کے کارکن جس دکاندار کے پاس گئے اُس نے بلا تردد اپنے سامان میں سے کچھ نہ کچھ فنڈ کے طور پر پیش کر دیا۔ رفاہی بازار میں آنے والے بعض خریدار بھی بڑے صاحبِ جذبہ نکلے۔ وہ ایک چیز خریدتے، اُس کی قیمت ادا کر دیتے اور پھر خریدی ہوئی چیز بھی وہیں چھوڑ کر چلے جاتے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں انفاق میں کویت کے مسلمانوں نے بڑی دلچسپی لی اور شوق و ولولے کا ثبوت دیا۔ کویت کا ہر فرد مسئلہ افغانستان سے بڑی دلچسپی رکھتا ہے اور مجاہدینِ افغانستان کو بڑی محبت و عقیدت سے یاد کرتا ہے۔

دوسری طرف وزارتِ اوقاف کی طرف سے کویت کے خطبائے مساجد کے نام ایک چھٹی جاری کی گئی تھی جس میں انہیں توجہ دلائی گئی تھی کہ وہ خطباتِ جمعہ میں افغانستان و اقوامِ اسلامیہ کے موضوع پر تقریر کریں اور عوام الناس کو انفاق فی سبیل اللہ پر اکسائیں۔

افغانستان کے متعلق تصویری نمائش

جمعیت اصلاح کے مرکزی دفتر میں افغانستان کے متعلق ایک تصویری نمائش بھی لگائی گئی جس میں افغانی مجاہدین کے کارنامے اور دشمن سے چھینے ہوئے اسلحہ اور زخمی مجاہدین کی تصویریں دکھائی گئیں۔ زخمی مجاہدین کی تصویریں زیادہ تر وہ تھیں جو پشاور کے "افغان سرجیکل اسپتال" کے زخمیوں پر مشتمل تھیں۔ کویت کے ہفتہ دار "المجتمع" نے خصوصی نمبر نکالا۔ الغرض جمعیتِ اصلاح نے ہفتۂ افغانستان کے نام سے مختلف قسم کی سرگرمیوں کا انتظام کیا۔

ایمرجنسی کے باوجود

یہ سب کچھ اس کے باوجود ہوا کہ کویت کے اندر ان دنوں ایمرجنسی لگی ہوئی تھی اور کوئی عوامی تقریب نہیں منعقد ہو سکتی تھی۔ اگر ایمرجنسی نہ ہوتی تو ہفتۂ افغانستان

اقوامِ اسلامیہ کی تقریبات کا سلسلہ وسیع بھی ہوتا اور طویل بھی۔ اس میں مختلف پہلوؤں سے اسلامی تحریکوں کے کارنامے اور حالات پیش کیے جاتے، مگر حالات کی نزاکت کا لحاظ کرتے ہوئے جمعیت والوں نے سارے پروگرام کو سکیڑ دیا۔

کویت کا بحرانِ سہ گونہ

کویت دیگر عرب ممالک کی نسبت بڑا باحوصلہ اور زندہ دل ملک ہے۔ دیگر ممالک میں جو غیر معمولی گھٹن پائی جاتی ہے کویت بڑی حد تک اس سے محفوظ ہے۔ البتہ کویت جس کی اصل آبادی ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ نہیں ہے، ان دنوں تین سخت بحرانوں سے دوچار رہے:

تجارتی جمود اور معاشرتی پیچیدگیاں

ایک یہ کہ ایران و عراق کی جنگ نے اس پر غیر معمولی اثر ڈالا ہے۔ جنگ سے پہلے اس کے تجارتی تعلقات ایران، عراق اور خلیج کے دوسرے ممالک سے وسیع پیمانے پر تھے جو تقریباً منقطع ہو چکے ہیں۔ کویت محض اپنی محدود آبادی کے بل بوتے پر تجارت میں وسعت و رونق اختیار نہیں کر سکتا۔ تجارتی جمود کے ساتھ ایران عراق جنگ نے یہاں سیاسی اور معاشرتی پیچیدگیاں بھی پیدا کر رکھی ہیں۔

کاغذی کھیل کا غبارہ

دوسرے یہ کہ ۱۹۸۳ء کے آخر میں کویت کی حصص مارکیٹ شدید حادثے کا شکار ہو گئی۔ اس کی تفصیلات عالمی پریس میں آ چکی ہیں۔ یہ حادثہ کویت میں "سوق المناخ" کے عنوان سے مشہور ہے۔ کویت پر اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کی بارش ایک عرصہ سے ہو رہی تھی۔ پٹرول کی دولت سے کویتی عوام بھرپور طور پر محظوظ ہو رہے تھے۔ اس کے باوجود کویت کے بعض دنیا پرست تاجروں اور کاروباری لوگوں نے کاغذی کمپنیاں کھول کر ان کے حصے فروخت کرنے شروع کر دیے۔ بڑے بڑے تاجر تو اس میں ملوث تھے ہی، عام باشندوں کی ایک تعداد بھی اہلِ دنیا کی تقلید کرتے ہوئے راتوں رات لکھ پتی بننے کے شوق میں حصص مارکیٹ میں کود پڑی۔ تین سال تک یہ مارکیٹ بڑے عروج پر رہی، لیکن یہ صرف "کاغذی کھیل" تھا، اس کے غبارے سے ہوا اس وقت نکلی جب ایک شخص نے حصص مارکیٹ کی طرف سے جاری شدہ نوّے ملین کویتی دینار کا ایک بینک ڈرافٹ کیش کروا لیا۔ یوں حصص مارکیٹ کی ہوا اکھڑ گئی اور آن کی آن میں دولت کے کاغذی قلعے زمین بوس ہو گئے

اور "وجعلنا عالیھا سافلھا" کا خوفناک منظر آنکھوں کے سامنے آگیا۔
کویت کی اسلامی تحریک اس کاروبار پر شروع سے تنقید کر رہی تھی، مگر دولت کے پجاری اس تنقید پر کان دھرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام پسند تاجروں کو اس فتنے سے بچا لیا اور جن بڑے تاجروں نے اسلام کی آواز پر کان نہ دھرا وہ افلاک سے خاک پر آگرے۔

بازارِ "المناخ" سوق المناخ کئی منزلہ عمارت کا نام ہے۔ نیچے پارکنگ ہے اور اوپر دفاتر ہیں۔ اس کی اکثر دبیشتر دکانیں مختلف حصص کمپنیوں نے کرائے پر لے رکھی تھیں۔ ایامِ عروج میں ان دکانوں کی اہمیت اس قدر تھی کہ ایک دکان حاصل کرنے کے لیے ایک کویتی تاجر نے دکان کے مالک کو ۲ ملین کویتی دینار پگڑی (حق الخلو) کے دیئے۔ پاکستانی کرنسی کے حساب سے یہ رقم آٹھ کروڑ روپے بنتی ہے۔ پھر دکان حاصل کرنے کی خوشی میں اسی تاجر نے دکان میں ۸۰ ہزار دینار کا عود جلایا۔ ۱۹۸۲ء میں خاکسار نے جب سوق المناخ دیکھا تھا تو جوئے اور سٹے کی چکا چوند سے یہ عمارت آنکھوں کو چندھیا رہی تھی، مگر اب وہاں سے گذر ہوتا ہے تو ایک اُجاڑ اور منحوس اور قابلِ نفرین فضا استقبال کرتی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

بیرونی قوتوں کی تخریب کاری تیسرا بحران کویت کے اندر بعض بیرونی طاقتوں کی تخریب کاری کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ پچھلے دنوں کویت میں بعض بیرونی تنظیموں نے دھماکے کیے ہیں کویت کی محدود سی دنیا میں یہ دھماکے شدت کے ساتھ محسوس کیے گئے اور کویت کی سیاسی اور معاشی زندگی پر ان کا نمایاں اثر پڑا ہے۔

تہذیبی تغیر کی لہریں ان بحرانوں سے قطع نظر کویت میں وسیع پیمانے پر تہذیبی تغیر کی لہریں اُٹھ رہی ہیں۔ راقم نے چھٹے عشرے کے آغاز میں جب کویت کو پہلی مرتبہ دیکھا تھا تو کویتی عوام کا رُخ مادہ پرستی کی طرف تھا۔ ساتویں عشرے کے وسط تک یہ مادہ پرستی، دوسرے لفظوں میں یہ بے راہ روی، آخری حدوں کو چھونے لگی۔ مسجدیں بے آباد ہو گئی تھیں۔ اسلامی تعلیم پر زوال آگیا تھا، صرف چند بزرگ ایسے رہ گئے تھے جو اپنی نحیف و نزار

آواز کے سامنے قوم کو اصلاح کی طرف بلا رہے تھے۔ شیخ یوسف القناعی مرحوم، شیخ عبدالرزاق الصالح مرحوم، شیخ محمد الخضری مرحوم اور شیخ عبدالعزیز المطوّع اور اُن کے بھائی عبداللہ العلی المطوّع وغیرہم۔ پھر جمعیۃ الارشاد الاسلامی کے نام سے ایک مختصر سی تنظیم بھی قائم کی گئی جس کی طرف سے "ارشاد الاسلامی" کے نام سے ماہانہ رسالہ اور اسی نام سے ایک دینی اسکول قائم کیا گیا۔ بعد میں یہی جمعیت ایک اور نام اختیار کر گئی، یعنی جمعیۃ الاصلاح الاجتماعی۔ اس نام کی نئی جمعیۃ کے روح رواں کویت کی ایک نامور شخصیت، جن کا ذکر اُوپر گزر چکا ہے، جناب عبداللہ علی المطوّع تھے۔ مادہ پرستی اور مغربیت نوازی کے سمندر میں اسلام کی یہ محدود آواز جاری رہی۔ اس آواز نے وہاں اسلامی تحریک کی داغ بیل ڈالی، چنانچہ اسلامی تحریک کی شب و روز محنت اور غیر معمولی منصوبہ بندی کی بدولت حالات کا پانسہ پلٹنے لگ گیا۔

پہلے رُخ کدھر تھا

ایک وہ زمانہ تھا جب نوجوان نسل مغربی تہذیب کے پیچھے سرپٹ دوڑ رہی تھی، دولت کی بہتات نے اُس کے اندر اسلامی اقدار اور تاریخی روایات کے خلاف جذبات مشتعل کر دیے تھے۔ لڑکوں کے اندر ہپیوں کا ذوق پیدا ہو چکا تھا اور لڑکیوں نے حجاب اُتار کر نیم عریاں لباس پہن لیے تھے اور جدید سے جدید تر کی تلاش میں سرگرداں نظر آ رہی تھیں۔ یہاں تک کہ بعض لوگ فخر سے یہ کہنے لگے تھے کہ کویت یورپ کا ایک حصّہ بن رہا ہے۔

تبدیلی

اب حالات یہ ہیں کہ یہی نوجوان لڑکے اور لڑکیاں دین کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ کویت کی مسجدوں میں جائیں تو اکثریت نوجوان نمازیوں پر مشتمل ملے گی۔ کویت یونیورسٹی میں سٹوڈنٹس یونین پر اسلام پسند طلبا کا غلبہ ہے اور وہی غیر معمولی اکثریت کے ساتھ انتخابات جیت رہے ہیں۔ اُونچے اُونچے گھرانوں کے لڑکے باریش اور لڑکیاں باحجاب نظر آئیں گی۔ کویت کے نامور اور جذبہ انگیز خطباء کی مسجدوں میں جمعہ کے دن جو ہجوم ہوتا ہے وہ اسلامی شوکت کا ایک ایمان افروز منظر پیدا کر دیتا ہے۔ ان نامور خطباء میں شیخ احمد القطّان، شیخ جاسم المہلہل، شیخ محمد العوضی وغیرہم سرفہرست ہیں۔ یہ لوگ اس وقت کویت کی نوجوان

نسل کا مرجع بن چکے ہیں۔ ان کی مسجدیں نوجوانوں سے اس قدر بھر جائیں گی کہ مسجدوں کے باہر سڑکوں پر صفیں بنانے کی نوبت آتی ہے گی۔ مسجدوں کے ایک حصے میں لڑکیوں کے لیے بھی با پردہ نماز کا انتظام ہوگا، ان کی حاضری بھی کثرت سے ہوتی ہے۔

اسلامی لٹریچر | کویت کے مکتبوں میں اسلامی لٹریچر بافراط ملے گا جو اس امر کی دلیل ہے کہ اسلامی لٹریچر کے لیے مانگ پائی جاتی ہے۔ جمعیت اصلاح اجتماعی کی طرف سے ہر سال رمضان شریف میں کتابوں کی نمائش کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں عالمِ عرب کے مختلف مکتبے حصّہ لیتے ہیں۔ اس موقع پر کویتی نوجوان اسلامی لٹریچر کی بڑی وسیع پیمانے پر خریداری کرتے ہیں۔ مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ، امام حسن البناؒ، سیّد قطبؒ، محمد قطبؒ، ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی مرحوم، ڈاکٹر عبدالکریم زیدان، انورالجندی، مولانا ابوالحسن علی ندوی، ڈاکٹر یوسف القرضاوی، ڈاکٹر عمر الاشقر، عمادالدین خلیل، محمد صادق العرجون، سعید حوی، ڈاکٹر عبدالکریم زیدان اور عہدِ حاضر کے دیگر اسلامی مفکرّین کی کتابیں نوجوانوں کی دلچسپی کا مرکز ہوں گی۔ اسلامی دعوت، اسلام کے معاشی نظام، اسلامی تاریخ، سیرتِ رسولؐ، سیرتِ صحابہؓ، سیرتِ تابعین، سیرتِ محدّثین و ائمہّ، عقائد، اخلاق، اسلامی معاشرت، جدید مسائل و افکار اور جدید اسلامی تحریکوں کے موضوعات پر مشتمل کتابوں کے انبار ملیں گے اور ساتھ ہی قدیم اسلامی لٹریچر جو تفسیر و حدیث اور فقہ و تاریخ کے موضوعات پر مشتمل ہے، نئی تحقیقات کے ساتھ طبع ہو کر آ رہا ہے۔ مسجدوں کی الماریوں میں اسلامی لٹریچر رکھا ہوتا ہے اور مسجدوں کی طرف رجوع کرنے والے نوجوان مسجدوں میں بیٹھ کر اُس کا مطالعہ کرتے ہیں نیز مسجدوں کے اندر بچّوں اور بڑوں سب کے لیے قرآنِ کریم کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ سکولوں اور کالجوں میں رخصت کے ایّام میں نوجوانوں کے مختلف گروپ تربیتی کیمپ لگا لیتے ہیں۔ یہ کیمپ بالعموم صحرا میں لگائے جاتے ہیں اور ہفتہ ہفتہ لگے رہتے ہیں۔ ان کیمپوں کو یہ لوگ جفاکشی کی تربیت اور روحانی و اخلاقی اصلاح کا ذریعہ بناتے ہیں۔

کویت کی صحافت | کویت کی یومیہ صحافت کا حال بہت دگرگوں ہے۔ اس صحافت پر بالعموم قوم پرستوں اور مغرب زدہ عناصر کا قبضہ ہے۔ کویت کے روزنامے یہ ہیں:

۱- القبس - یہ روزنامہ نسبتہً اسلامی اقدار کی پابندی کرتا ہے اور اپنے چند صفحات اسلامی مضامین کے لیے مخصوص رکھتا ہے۔
۲- الوطن - اس پر بائیں بازو اور قوم پرست رجحانات کا غلبہ نظر آتا ہے۔ جمعہ کے روز اسلامی مضامین بھی چھپ جاتے ہیں۔
۳- الانباء - یہ بھی آزاد روی کا قائل ہے اس میں بھی ہفتے میں دو روز اسلامی صفحات ملتے ہیں۔
۴- الرای العام - اس کا نہج بھی الوطن سے ملتا ہے۔
۵- السیاسۃ - اس پر دائیں بازو کا رنگ غالب نظر آتا ہے۔

دو روزنامے انگریزی میں ہیں۔ ایک کویت ٹائمز اور دوسرا عرب ٹائمز۔ دونوں کی پالیسی پاکستان کے "دی مسلم" اور "پاکستان ٹائمز" سے ملتی جلتی ہے۔

ہفت روزوں میں النھضۃ اور الیقظۃ مغربی تہذیب اور لبرلزم کی عکاسی کرتے ہیں۔ ہفت روزہ المجتمع اور ہفت روزہ البلاغ اسلامی نظریات اور اسلامی تحریکات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ الوعی الاسلامی ماہنامہ ہے اور وزارتِ اوقاف کی طرف سے نکلتا ہے۔ اس کے مضامین متنوع اور دلچسپ ہوتے ہیں۔ آرٹ پیپر پر چھپتا ہے۔ ہر پرچے میں مسلمان ممالک میں سے کسی مسلمان ملک یا مسلمانوں کے مسائل میں سے کسی ایک مسئلے پر تحقیقی مواد ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں وزارتِ اطلاعات کی طرف سے العربی کے نام سے ایک ماہانہ مجلہ ۱۵-۲۰ سال سے نکل رہا ہے۔ یہ ادب و تاریخ اور فکر و فلسفہ اور سیاست و معاشرت سے متعلق نہایت قیمتی اور ٹھوس مواد پیش کرتا ہے۔ اس کی اشاعت لاکھوں سے متجاوز ہے۔ عالمِ عرب کے اونچے اہلِ قلم کی نگارشات اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس کے سابق رئیس التحریر ڈاکٹر زکی مبارک چونکہ ایک آزاد خیال اور جدید نظریات سے متاثر انسان تھے اس لیے ان کے دور میں اس مجلے کی شہرت یہ تھی کہ اسلامی افکار کو مسخ کر کے پیش کرتا ہے اور نوجوان نسل کو ہر میدان میں لبرل ازم کی تعلیم دیتا ہے۔ عرب نوجوانوں کے اندر اس مجلے نے کافی عرصہ سے اپنا سکہ جما رکھا ہے۔

اور بھی متعدد ماہنامے کویت سے نکلتے ہیں۔ کویت یونیورسٹی کے مختلف شعبۂ علم و تحقیق کے شذرات پر مبنی مجلات نکال رہے ہیں۔ کویت کا یہ علمی و فکری پہلو بھی تمام عرب ممالک کی نسبت امتیازی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ (باقی)